4920CH31

اسرارالحق مجاؔز

(1955 –1909)

اسرارالحق نام، مجاؔز تخلّص تھا۔ اتر پردیش کے قصبے، ردولی میں پیدا ہوئے۔ سینٹ جانس کالج آگرہ سے انٹرمیڈیٹ اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی۔اے۔ کیا۔ آل انڈیا ریڈیو، دہلی میں ملازمت کی۔ 1939 میں ملازمت ترک کرکے رسالہ ’نیا ادب‘ لکھنؤ سے وابستہ ہوئے۔ تین سال بعد لکھنؤ سے دہلی آگئے اور یہاں ہارڈنگ لائبریری (موجودہ ہردیال لائبریری) میں 1934 تک ملازم رہے۔ 1945 میں یہ ملازمت چھوڑ کر محکمۂ اطلاعات، حکومتِ ممبئی میں معاون افسر اطلاعات مقرّر ہوئے۔ ممبئی کے قیام کے دوران چند فلموں کے لیے گیت بھی لکھے۔

مجاؔز رومانی شاعر تھے۔ ترقّی پسند تحریک سے متاثر ہونے کی وجہ سے اُن کی شاعری دوسرے رومانی شاعروں سے مختلف ہے۔ اس میں انقلابی جوش بھی ہے اور فکر کی گہرائی بھی۔ ان کی شاعری میں اس دور کے معاشی اور معاشرتی حالات کے ساتھ ساتھ شاعر کی اپنی زندگی کا عکس بھی نمایاں ہے۔

مجاؔز کا مجموعۂ کلام ’آہنگ‘ 1938 میں شائع ہوا۔ ’آہنگ‘ کا تیسرا ایڈیشن اضافے کے ساتھ ’شب تاب‘ کے عنوان سے منظرِ عام پر آیا۔ چوتھا ایڈیشن 1949 میں ’سازِ نو‘ کے نام سے طبع ہوا۔ 1952 تک مجاؔز نے جو کچھ کہا وہ ’آہنگ‘ ہی کے نام سے دوبارہ شائع ہوا۔

© NCERT not to be republished

4920CH32

رات اور ریل

پھر چلی ہے ریل اسٹیشن سے لہراتی ہوئی
نیم شب کی خامشی میں زیرِ لب گاتی ہوئی

ڈگمگاتی، جھومتی، سیٹی بجاتی، کھیلتی
وادی و کہسار کی ٹھنڈی ہوا کھاتی ہوئی

تیز جھونکوں میں وہ چھَم چھَم کا سرودِ دلنشیں
آندھیوں میں مینہ برسنے کی صدا آتی ہوئی

جیسے موجوں کا ترنّم، جیسے جل پریوں کے گیت
ایک اک لَے میں ہزاروں زمزمے گاتی ہوئی

ٹھوکریں کھا کر لچکتی، گُنگُناتی، جھومتی
سرخوشی میں گھنگھروؤں کی تال پر گاتی ہوئی

ناز سے ہر موڑ پر کھاتی ہوئی سو پیچ و خم
اک دلہن، اپنی ادا سے آپ شرماتی ہوئی

رات کی تاریکیوں میں جِھلملاتی، کانپتی
پٹریوں پر دُور تک سیماب چھلکاتی ہوئی

تیز تر ہوتی ہوئی منزل بہ منزل دم بہ دم
رفتہ رفتہ اپنا اصلی روپ دکھلاتی ہوئی

سینۂ کہسار پر چڑھتی ہوئی بے اختیار
ایک ناگن جس طرح مستی میں لہراتی ہوئی

مَرغزاروں میں دکھاتی جوئے شیریں کا خرام
وادیوں میں ابر کے مانند منڈلاتی ہوئی

اک پہاڑی پر دکھاتی آبشاروں کی جھلک!
اک بیاباں میں چراغِ طور دکھلاتی ہوئی

جستجو میں منزلِ مقصود کی دیوانہ وار!
اپنا سر دُھنتی فضا میں بال بکھراتی ہوئی

پیش کرتی بیچ ندّی میں چراغاں کا سماں
ساحلوں پر ریت کے ذرّوں کو چمکاتی ہوئی

منھ میں گُھستی ہے سرنگوں کے یکا یک دوڑ کر
دندناتی، چیختی، چنگھاڑتی، گاتی ہوئی

ڈال کر گزرے مناظر پر اندھیرے کا نقاب
اک نیا منظر نظر کے سامنے لاتی ہوئی

صفحۂ دل سے مٹاتی عہدِ ماضی کے نقوش
حال و مستقبل کے دلکش خواب دکھلاتی ہوئی

ڈالتی بے حِس چٹانوں پر حقارت کی نظر
کوہ پر ہنستی فلک کو آنکھ دکھلاتی ہوئی

© NCERT not to be republished

ایک سرکش فوج کی صورت عَلم کھولے ہوئے　　ایک طوفانی گرج کے ساتھ درّاتی ہوئی
ایک اک حرکت سے اندازِ بغاوت آشکار　　عظمتِ انسانیت کے زمزمے گاتی ہوئی

الغرض اُڑتی چلی جاتی ہے بے خوف وخطر
شاعرِ آتش نفس کا خون کھولاتی ہوئی

اسرارالحق مجاز

سوالوں کے جواب لکھیے

1. حال و مستقبل کے دلکش خواب دکھانے سے کیا مطلب ہے؟
2. عظمتِ انسانیت کے زمزمے گانے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
3. مَرغزاروں میں دکھاتی جوئے شیریں کا خرام
وادیوں میں ابر کے مانند منڈلاتی ہوئی

اس شعر کا مطلب لکھیے۔

© NCERT not to be republished